

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹



نور افشاں

پادری غلام مسیح صاحب بیگلوڈ روڈ لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو ۔ جے کلارک صاحب ایم ۔ اے ۔ ایمپرس روڈ ۔ لاہور } منیجر

جملہ خط وکتابت وترسیل زر بنام منیجر صاحب نور افشاں ہونا چاہئے تمام مضامین واشتہارات وغیرہ براے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے دفتر نور افشاں بیگلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں ۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۔ ۴ فروری ۱۹۲۷ء	نمبر ۵

بہادر پیر مرد

دل سے نکلیگی نہ مرکر بھی مسیح کی الفت
میری مٹی سے بھی خوشبوی وفا آئیگی

دوسری صدی کے وسط میں جبکہ روم کی حکومت میں مسیحیوں کی ایذا رسانی بڑے زور و شور سے ہو رہی تھی اور بہت سے مرد وعورتوں کو شہادت کا تاج پہنایا جاتا تھا ۔ اُسوقت حضرت پولیکارپ (جو مقدس یوحنا کا شاگرد اور بزرگ آئیرنی اس کا اُستاد تھا) شہر سمرنا کی کلیسیا میں بعہدۂ اُسقف ممتاز اور نہایت کُہن سال و عمر رسیدہ تھا وہاں موجود تھا بُت پرستوں نے شور مچایا کہ مسیحیوں کے باپ پولیکارپ کو ڈھونڈو اور قتل کرو ۔ مگر اُن کے شور وغل سے بزرگ پولیکارپ مطلق ترساں وہراساں نہ ہُوا اور ارادہ کیا کہ شہر ہی میں رہے اور خدا کی مرضی کا انتظار کرے ۔ لیکن وہاں کی کلیسیا نے جب بہت منت کی کہ وہ وہاں نہ رہے تو اُس نے شہر کے باہر جاکر ایک مکان میں پناہ لی اور اپنے تمام وقت کو ساری دنیا کی مسیحی جماعتوں کے لئے دعا مانگنے میں صرف کیا اور جبکہ وہ وہاں پر تھا اُس نے ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ وہ تکیہ جس پر میں نے اپنا سر رکھا ہُوا ہے جل اُٹھا ۔ تو اس سے اُس نے یہ نتیجہ نکالا کہ مجھے مسیح کی خاطر آگ میں جلنا پڑیگا ۔ تس پر بھی اُس نے اپنے دشمنوں سے جو اُسکی تلاش میں پھرتے تھے کنارہ کرنا بہتر سمجھا ۔ اس لئے وہ وہاں سے بھی ایک اور مقام کو چلا گیا اُس کے جاتے ہی اُس کے متلاشی وہاں آپہنچے اور دو مسیحی بچوں کو جو اُسی مکان میں بود و باش کرتے تھے پکڑ کر ایسی عقوبت میں ڈالا کہ آخر اُنہوں نے اُس کا ٹھکانا بتلا دیا ۔ اس وقت پولیکارپ کوٹھے پر تھا اور اگر وہ چاہتا تو روپوش ہو سکتا تھا ۔ مگر وہ بُڈھا اُسقف یہ کہکر کہ خدا کی مرضی پوری ہو ۔ نیچے اُتر آیا اور اُن سپاہیوں کے ساتھ جو اُس کے پکڑنے کو آئے تھے بڑی شفقت سے پیش آیا اور اُن کی مہمانی کی اور اُن سے ایک گھنٹہ کی مہلت دعا مانگنے کے لئے چاہی لیکن اُس کا جی ایسا بھرا ہوا تھا کہ اُس میں دو گھنٹے صرف ہوئے ۔ اُس کی عبادت کا طریق اور دعا مانگنے کا جوش دیکھکر اُن بت پرستوں کے دل پر بھی اثر ہُوا ۔ جب وہ دعا مانگنے سے فارغ ہُوا اُسے گدھے پر چڑھا کر شہر کی طرف لے چلے شہر میں داخل ہوتے ہی کوتوال اپنے باپ سمیت اُس کے ملنے کو آیا اور اُسے اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھا کر مہربانی کے ساتھ دوستانہ گفتگو کرنے لگا ۔ اُس نے پولیکارپ سے کہا کہ "اتنا کہنے میں کہ قیصر ہمارا رب اور اُسے قربانی چڑھانے میں اور اسی طرح پر اپنی جان بچانے میں تمہاری کیا خطا ہوگی ؟" پولیکارپ پہلے تو خاموش رہا ۔ لیکن جب دوسری جانب سے اصرار ہُوا تو بڑی مستعدی سے جواب دیا ۔ جناب ؎

جُز خُدا جھکتے نہیں ہم پادشا کے سامنے
ہاتھ پھیلائے تونگر کیا گدا کے سامنے

جب کوتوال نے دیکھا کہ میری باتوں کا اُس پر کچھ اثر نہیں ہوتا تو اُس کو گالیاں دیکر اپنی گاڑی پر سے نیچے دھکیل دیا ۔ ایسا کہ اُس کے پاؤں میں سخت چوٹ آئی مگر وہ چیں بجبیں نہ ہُوا اور مطلق اس ذلیل کا خیال نہ کیا اور اُٹھکر خوشی اور مستعدی سے اُسی طرف جہاں خلقت اُسکی منتظر تھی چلا ۔ اُس وقت سے اُس نے اپنے پیچھے سے یہ غیبی آواز سنی کہ "اے پولیکارپ مضبوط ہو اور مرد بن" جس کے سبب پولیکارپ کو اور بھی زیادہ دلیری حاصل ہوئی ۔ پھر جب صوبہ دار کے حضور پیش ہُوا ۔ اس نے اُسکی پیرانہ سالی پر رحم کھا کر اُسکی منت کی اور کہا کہ "اپنے سفید بالوں کی عزت کر مسیح پر لعنت کر اور بچ جا" ۔ پولیکارپ نے بڑی دلیری سے جواب دیا کہ "۸۶ سال سے میں مسیح کی خدمت کر رہا ہوں اور اُس سے کبھی مجھے رنج نہ ملا تو اب کس طرح اپنے بادشاہ اور منجی کے نام پر کفر بکوں" ۔ سننے ۔

مسیح عالم کی خاطر میں خوشی سے دیتا جان
یہ مری عزت ہے میری اس میں رسوائی نہیں

جب صوبہ دار نے دیکھا کہ فہمایش لاحاصل ہے تو خونخوار درندوں کا خوف دلایا۔ پولیکارپ نے کہا کہ درندوں کو آنے دو میں تو اپنے دل کو نیکی سے بدی میں تبدیل نہیں کرونگا۔ پھر حاکم نے کہا کہ اگر تو درندوں کی سزا کو حقیر جانکر اپنے عقیدہ سے باز نہیں آتا تو میں تجھے آگ سے بھسم کر دونگا۔ اُس نے جواب دیا کہ آپ مجھے اس آگ سے جو تھوڑی دیر تک جلتی ہے ڈراتا ہے۔ لیکن میں تجھے ہمیشہ کی آگ سے کہ جس میں شریر ڈالے جائینگے آگاہ کرتا ہوں میں تو موت سے کچھ خطرہ نہیں۔ اور

موت سے ڈر ہم کو کیوں ہو اے جناب
وہ بھی تو ایک دن فنا ہو جائیگی

حاکم نے نہایت ناراض ہو کر حکم دیا کہ وہ جلایا جائے۔ پولیکارپ نے یہ سنکر خدا کا شکر کیا اور اُس کا چہرہ نور آسمانی سے چمکنے لگا۔ جب اُنہوں نے چاہا کہ اُسے جلانے کے لئے کھمبے پر کیلوں سے لگا دیں تو اُس بڈھے شہید نے کہا کہ "مجھے اس طرح کھلا رہنے دو۔ کیونکہ وہ کہ جس نے مجھے آگ میں جلنے کی قوت دی ہے وہی مجھے چتا پر مستقل رہنے کی طاقت دیگا"۔ جب آگ روشن کی گئی تو وہ اُس کے چوگرد جلتی رہی۔ لیکن اُس پر کچھ بھی اثر نہ ہُوا۔ بلکہ اُس کا چہرہ اور بھی رونق دار ہُوا۔ آخرکار ایک سپاہی نے اُسے تلوار سے چھیدڈالا جسم کے راکھ ہو جانے پر مسیحیوں نے اُس کی ہڈیاں اُٹھا کر دفن کیں

مبارک مومنیں جب ملک نورانی میں جاتے ہیں
مسیح کے تخت کے چاروں طرف تجبیہ گاتے ہیں
خدایا بخش ہم بھی آخر اُن کے ساتھ شامل ہوں
جہاں وہ محنتوں سے چھوٹ کر آرام پاتے ہیں

پیارے بزرگو! کیا آپ بھی حضرت پولیکارپ کی طرح مسیح مصلوب کے اقرار کرنے اور صداقت پر گواہی دینے کے لئے ہر طرح کے دکھ اُٹھانے کو تیار ہو؟

راقمہ (مسز) کے۔ خیراللہ
کلارک آباد

چھاؤنی جالندھر کی کلیسیا اور لارڈ بشپ آف لاہور کی آمد

مندرجہ ذیل بیان مسیحی اتحاد کی اعلیٰ مثال ہے۔ ہم اس قسم کے مسیحی اتحاد کے ہر جگہ متمنی ہیں۔ اڈیٹر

کلیسیا کا سینٹ لوکس چرچ میں عبادت کرنا چارسال کی مدت گذرتی ہے کہ چھاؤنی جالندھر کے مسیحیوں کو یہ شوق دامنگیر ہُوا کہ ایک عبادت گاہ بنائی جاوے جیکہ اس کے متعلق اس وقت کے چیپلین صاحب سے مشورہ کیا گیا۔ اور اُنہوں نے کلیسیا سے اظہار ہمدردی ظاہر فرمایا اور فرمایا کہ بجائے اس کے کہ علیحدہ گرجا تعمیر کیا جاوے تو سرکاری گرجا گھر (سینٹ لوکس چرچ) جس میں کافی سے زیادہ جگہ ہے کیوں نہ عبادت کی جاوے اُن کا یہ فرمانا ہی تھا کہ اُسی ہفتہ سے سبت کی عبادت بلاکسی مزاحمت کے دیسی مسیحیوں کے واسطے سینٹ لوکس چرچ میں شروع ہو گئی۔

متحدہ عبادت۔ موجودہ چیپلین لولارڈ ولسن صاحب جو کہ انجیلی خدمت میں خاص شوق رکھتے ہیں اور دیسی مسیحیوں کے ساتھ نہ صرف ہمدردی بلکہ ہر کام میں دلچسپی اور امداد فرماتے ہیں انہوں نے بشوقِ خاص گذشتہ نومبر کے مہینے میں ایک بار متحدہ عبادت کو رواج دیا (یعنی چھاؤنی اور دیہات علاقہ ہائے چھاؤنی کے کل دیسی مسیحی انگریزی عبادت کے وقت اپنے نمائندوں کے ہمراہ عبادت میں انگریزی کلیسیا کے ممبروں کے شریک ہوں) چنانچہ پہلی ماہواری عبادت کے بعد دوسری ماہواری متحدہ عبادت بتاریخ ۱۶ ½ بوقت چھ بجے شام سینٹ لوکس چرچ میں ہوئی جس میں کل سولین اور فوجی انگریز مع لیڈیز شریک تھے۔ دیسی مسیحیوں کی تعداد (چھاؤنی اور دیہات متعلقہ) تقریباً چارسو تھی جس میں پادری گولکناتھ صاحب مشنری اے۔ پی مشن ضلع جالندھر مسٹر آرتھر گھوش پریچر انچارج اور مسٹر ڈبلیو۔ ایس۔ میکملن نے بشپ صاحب اور چیپلین صاحب کے ہمراہ ہوکر عبادت کرائی۔

مورخہ ۱۸ جنوری کو لارڈ بشپ آف لاہور کے اعزاز میں چھاؤنی کے دیسی مسیحی برادران نے چرچ کمپونڈ میں گارڈن پارٹی دی۔ سولین اور فوجی۔ یورپین اور دیسی مرد اور خواتین کافی تعداد میں شریک جلسہ تھے دیہاتی مسیحی بھائی اور بہنیں بھی رونقِ محفل تھے۔ چار بجے شام سے کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ پادری گولکناتھ صاحب نے لارڈ بشپ موصوف و محترم کی خدمتِ فیض اقدس میں اڈریس پڑھا جو انگریزی زبان میں تھا اور جس کا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔ جس کا آپ نے بڑے شاندار الفاظ میں جواب عطا فرمایا کہ "میں بہت خوش ہوں کہ اگر اس طرح رنگت اور ور۔ جیسا اتحاد میسر دونوں مسیحی برادران ربط و اتحاد اور دینی و دنیوی راہ میں ایک ہو جائیں"۔ بعد ازاں خاکسار راقم الحروف نے ذیل کی نظمیں پڑھیں جن کے لئے حضور لارڈ بشپ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے ذیل کے الفاظ سے احقر کو سرفراز فرمایا۔

"کہ میں شاعر کا تہ دل سے شکرگذار ہوں اور تعریف کرتا ہوں کہ شاعر نے بہت اچھے طرز و طریق پر نظم کو نبھایا۔ خصوصاً پادریوں کے اسمائے گرامی باوجود دشوار ہونے کے ان اشعار میں قید کر لئے" حاضرین جلسہ کا بمعیت جناب لارڈ بشپ صاحب فوٹو بھی لیا گیا جو بہت اچھا آیا اور عنقریب آئی۔ پی ایم کے اوراق کو زینت بخشیگا۔

راقم۔ نخھے داس دوست۔ جالندھری

اڈریس جو بشپ آف لاہور کی خدمت میں منجانب دیسی مسیحی جماعت پڑھا گیا

مائی لارڈ

ہم چھاؤنی جالندھر کے مسیحیوں کی طرف سے جو یہاں پر اکٹھے ہوئے ہیں۔ آپکو اڈریس پیش کرنا اپنا استحقاق اور شرف سمجھتے ہیں۔ جنہوں نے اس موقع پر لارڈ بشپ پنجاب کی عزت افزائی اور قدر بوسی کو غنیمت خیال کیا ہے۔ ہم لوگ یہاں پر آپ کی عالی حوصلگی اور آزادگی خیالات کی وجہ سے آپکا

بقیہ ص ۱۱

نورافشان

مطبوعہ ۴ فروری ۱۹۲۷ء

مسیحیت کا وصف خصوصی کیا ہے؟

(۳)

مسیحیت کا معجز نما انتخاب اپنا ہے

مسیحیت کے ذہن و دماغ کی عظمت بیان کرنے کے بعد مسیحیت بیان کرنے کے لئے مسیحیت کے معجز نما انتخاب پر بھی نظر ڈالی جائے مسیحیت کے ذہن و دماغ کا انتخاب بھی عجیب و غریب ہے۔ نباتات کی اقسام کے مختلف بیجوں کی مختلف اقسام کی خوراک قدرت نے زمین کی مٹی میں ملا رکھی ہے لیکن نباتات کے بیج جب زمین کی مٹی میں بو دیئے جاتے ہیں تو وہ اپنی اپنی قسم کی خوراک کو ہی منتخب کر کے بڑھتے اور پھول پھل لاتے ہیں۔ مدار کا بیج اپنی خوراک منتخب کرتا ہے آم کا بیج اپنی خوراک چنتا ہے لیکن خوراک کا خزانہ پہلے سے موجود ہے۔ خوراک کو منتخب کرنا اور کھانا بیج کی زندگی کا کام ہوتا ہے۔

فی زمانہ ہر ایک نوزائدہ انسانی بچے کے لئے اس کے پیدا ہونے سے پیشتر ہی قدرت نے اسکی حیات و خوراک و پوشاک اور ترقی کے اور تنزل کے کل سامان موجود کر رکھے ہیں۔ جو بچہ اپنی حیات کے ایام میں اپنے لئے حیات کے اسباب کا بہتر انتخاب کر لیتا ہے وہ پشتوں تک زندہ چلا جاتا ہے۔ جس کے لئے زندگی اور خوراک وغیرہ کے اسباب غیر موجود ہوتے ہیں۔ وہ انتخاب کی قابلیت رکھتا ہوا بھی مر جاتا ہے۔

فی زمانہ علم و فضل کے اسباب کی موجودگی میں کسی زمانہ کے اہل علم ہمہ دان نہیں ہو جاتے نہ ان کے علمی انتخاب سے کسی کو کچھ فائدہ پہنچا کرتا ہے۔ ہمارے زمانہ میں اہل علم کی کمی نہیں ہے۔ مگر ان کا علمی انتخاب کسی ملک یا صوبہ یا شہر یا گاؤں کے لوگوں کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا ہے اور نہ یہ اہل علم ہمارے زمانہ کی علمی معلومات پر پورے طور سے حاوی ہیں تو بھی لوگ ان لوگوں کی زیادہ قدر کرتے ہیں جن کا علمی انتخاب اوروں کے مقابل زیادہ افضل و وسیع ہے۔ ان امثال سے انتخاب کی خوبی بخوبی ظاہر ہے اور ان سے یہ بات بھی روشن ہے کہ کسی زمانہ کا افضل انسان وہ ہوتا ہے جس کا انتخاب افضل ہو۔

مسیحیت کے دل و دماغ کے زمانہ تک انسانی دنیا عقل کی روشنی میں لاریب کافی ترقی کر کے خوفناک زوال کی طرف رجوع کر چکی تھی۔ اقوام دہر کے مذاہب پیدا ہو کر اپنے ماننے والوں کی ہلاکت و تباہی کا باعث بن چکے تھے۔ انسان پرستی کمال کو پہنچ کر بنی نوع انسان کا خون پی رہی تھی۔ ہند و یونان کے فلسفہ دان بنی نوع انسان کی لاعلاج بیماریوں کے معالجہ سے مایوس ہو چکے تھے جہاں بدھ کی کوششیں بیمار انسانوں کو شفا کی امید دینے سے رہ چکی تھیں۔ روم کی عالمگیر سلطنت کا نظم و نسق اپنی تمام طاقت سے اقوام دہر کے زخموں کا علاج کرنے سے عاجز ہو چکا تھا یہودی قوم کا الٰہی مذہب جو تمام دنیا کی برکت کے لئے تھا۔ خود یہودیوں کے لئے بلائی بے درماں بن چکا تھا۔ گو تمام دنیا کی اقوام کے علم و آگاہی میں صداقت ایک حد تک موجود تھی مگر وہ اس قدر بکھری ہوئی تھی کہ کسی قوم کے افراد کو فائدہ نہ پہنچاتی تھی اور وہ ہر ایک قوم کے افراد سے اس قدر دور تھی کہ ان کی روشنی میں چلنا ان کے لئے محال تھا۔ جیسے اندھیری رات کے تارے مسافروں کی سفری ضرورتوں کو دور کرنے کے لئے کافی نہیں ہوتے ایسے ہی ہر ایک قوم کی علمی و عقلی روشنی کا حال تھا۔

ایسے زمانہ میں مسیحیت کے ہیرو نے سچائی و صداقت کا وہ عجیب و غریب انتخاب کیا جو مسیحیوں کی انجیل میں قلمبند ہے۔ اس کے ہمہ دان ذہن و دماغ نے اپنے متقدمین و معاصرین کی معلومات سے بغیر مروجہ تعلیم و تربیت پانے کے عالمگیر صداقت کے منتشر اجزا کو اپنے اقوال و تعلیم میں اس طرح جمع کر دکھایا کہ وہ اقوال و تعلیم عوالموں کے لئے آفتاب صداقت بن کر چمک اٹھی۔ آج ہر ایک مہذب قوم اس کے اقوال میں اپنی اپنی مسلمہ صداقت کا عکس دیکھ کر یہی کہہ رہی ہے کہ یسوع مسیح تو ہمارا تھا۔ انجیل کی تعلیم تو ہماری کتابوں سے ۔۔۔ لی گئی ہے۔ کیا ہم مسیحیت کے اس انتخاب کو معجز نما انتخاب قرار دینے میں حق بجانب نہیں ہیں؟ ایڈیٹر

سوامی شردھانند کے قتل کی جزوی ذمہ داری

مشنریوں پر

مخالف آدمی مخالف وجوہ پیش کر کے وقتاً فوقتاً مشنریوں پر حملہ آور ہوتے رہتے ہیں ۔۔۔ ۔ سب سے آخری حملہ اس جگہ سے ہوا جس کا گمان بھی نہ تھا۔ مسٹر منی لعل پریکھ نے بمبئی کے ایک عام مجمع میں کہا جاتا ہے کہ بیان کیا کہ سوامی شردھانند کی موت کا کچھ الزام مسیحی مشنریوں پر بھی آتا ہے۔ بکلکتہ کا رڈین لکھتا ہے کہ مسٹر پریکھ نے آگے چلکر کہا کہ مسیحی مشنری سوامی جی کی موت کے لئے فرد جزوی طور پر مورد الزام ہیں۔ کیونکہ اگر ہند میں مشنری سرگرمی سے نومریدی کا کام نہ کرتے تو سوامی جی بھی تحریک شدھی کو جاری نہ کرتے جو (پہلے مسیحیت کے اور) دوسرے درجہ پر اسلام کے مقابل میں جاری کی گئی ہے۔

ہم اس واقعہ کو جو دہلی میں ہوا پڑھ کر کانپ اٹھے مگر یہ نہیں سمجھ سکتے کہ مسٹر پریکھ کس طرح اس کے لئے مسیحی مشنریوں کو ذمہ وار گردانتے ہیں۔

ہمیں مسٹر پریکھ کی دلیل بازی کچھ اس قسم کی معلوم ہوتی ہے کہ ہند میں کثیر التعداد نیچ قوم اور خارج الذات لوگ ہیں جو نام کو تو ہندو ہیں مگر اصل ہندو دھرم سے باہر ہیں اور اعلیٰ ذات کے ہندو ان کو بنگاہ نفرت دیکھتے ہیں مسیحی مشنریوں نے ان لوگوں میں کام کیا اور ان میں سے اکثر مسیحی ہو گئے اور باقی مسلمان سوامی جی نے دوسرے ہم خیال مہیا تمام ہندوؤں کی استعانت سے ان کو ہندو

دھرم میں واپس لانے کے لئے تحریک شدھی کی بنا ڈال ان میں سے بعض کو اور نیز ان میں سے بعض جو مسلمان ہو گئے تھے بعض کو انہوں نے پھر ہندو بنا لیا اور ان کو ایک مسلمان نے قتل کر ڈالا۔ مسیحی مشنریوں پر اس لئے الزام آتا ہے کہ اگر وہ ان غریب متروک لوگوں کی کبھی کوئی فکر کرتے تو سوامی جی بھی ان کا خیال نہ کرتے کوئی مسلمان ہندو دائرہ میں نہ لایا جاتا اور سوامی جی قتل نہ کئے جاتے۔

مسیحی مشنریوں نے کیا کیا ہے؟ یہی کہ وہ خارج الذات اور متروک لوگوں کے پاس گئے اور اُن کو سب سے اعلیٰ شے جو اُن کے پاس تھی دی یعنی خداوند یسوع مسیح کی خوشخبری اس فعل کے لئے سوامی جی کی موت کا کچھ الزام مسٹر پریکیہ ان کے سر تھوپتے ہیں۔

مسٹر پریکیہ نے اپنی تقریر میں مسیحیوں سے استدعا کی کہ وہ نومریدی (لوگوں کو مسیحی بنانے کا کام) ترک کر دیں۔ کیونکہ ہم ایک طرف اس امر پر زور دینے کی ضرورت ہے کہ یسوع مسیح کا مذہب کسی کو نومرید کرنے کا نہیں اور دوسری جانب نومرید مسیحیوں اور ان کے لواحقین کے درمیان جدائی کے لئے کلی طور پر ہندوؤں کا قانون ذات پات ذمہ دار ہیں۔ اس کے لئے کسی حد تک مشنری ملزم ہیں (از کلکتہ کارڈین)

نومریدی کے معنی ایک خیال سے دوسرے خیال میں بدل دینے کے ہیں۔ اگر مسٹر پریکیہ کا یہ مطلب ہو کہ مشنری ناجائز وسائل سے تبدیل مذہب کا کام نہ کریں۔ مثلاً جبر کرنا۔ رشوت دینا یا واقعات کو چھپانا تو ہمیں ان سے اتفاق ہے۔ لیکن اگر ان کا یہ مطلب ہو کہ مسیحیوں کو چاہیے کہ وہ ہندوستان کو مسیحی بنانے کی کوشش ترک کر دیں تو صاف ظاہر ہے کہ مسٹر پریکیہ نے اس مضمون کے متعلق انجیل کی تعلیم کو سمجھنے میں افسوسناک غلطی کھائی ہے۔ کیونکہ تمام قوموں کو مرید بنانے کے لئے ہمارے خداوند یسوع کا صریح حکم ہے۔ مسیح کا مذہب تبلیغی مذہب ہے اور ہمیشہ رہا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اگر مسیح کے ابتدائی پیرؤوں کو کہا جاتا کہ لوگوں کو مرید بنانا چھوڑ دو تو وہ اس کی نسبت کیا کہتے۔ مسیحی اپنے منجی مسیح کو کو جانتا اور عزیز رکھتا ہے۔ یہ بات اس کے دل میں خواہش پیدا کرتی ہے کہ وہ تمام انسانوں کو لاکر اسی طمانیت اور خوشی میں شامل کرے۔

یہ بات کہ نومرید مسیحی اپنے خاندانوں سے الگ کئے گئے ہیں ہمارے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک آدمی ایک ہی وقت میں ممکن نہیں کہ مسیحی بھی ہو اور ہندو بھی مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کر لینے سے آدمی کو ایک ہی بار اور ہمیشہ کے لئے ذات پات کا تمام خیال اپنے پیچھے چھوڑ دینا چاہیے۔ اسے ضرور ان لوگوں کے ساتھ جو مسیحی جماعت میں ادنیٰ ترین ذاتوں سے آکر داخل ہوتے ہیں پہلو بہ پہلو عشاء ربانی لینی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ قدرتی طور پر اس کے رشتہ دار اس کو علیحدہ کر دیتے ہیں یہ ہمیشہ افسوسناک ہے اور اکثر۔ لیکن اپنے خداوند اور منجی کی خاطر اسے یہ قربانی ضرور دینی چاہیے خداوند مسیح یسوع نے شاگردوں کو بتا دیا ہے کہ انہیں میری پیروی کی کیا قیمت ادا کرنی ہوگی۔ کیونکہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آدمی کو اُس کے باپ سے اور بیٹی کو اس کی ماں سے اور بہو کو اس کی ساس سے جدا کر دوں اور آدمی کے دشمن اُس کے گھر کے ہی لوگ ہونگے جو کوئی باپ یا ماں کو مجھ سے زیادہ عزیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں اور جو کوئی بیٹے یا بیٹی کو مجھ سے زیادہ عزیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں اور جو کوئی اپنی صلیب نہ اُٹھائے اور میرے پیچھے نہ چلے وہ میرے لائق نہیں۔ جو کوئی اپنی جان بچاتا ہے اُسے کھوئیگا اور جو کوئی میرے سبب اپنی جان کھوتا ہے اُسے بچائیگا (متی ۱۰: ۳۵-۳۹)

یہ تعلیم ہے تو مشکل مگر ہندوستان کے بہت سے شریف ترین بیٹوں اور بیٹیوں نے اسے قبول کیا اور معاشرتی جدائی کی صلیب کو اُٹھایا ہے۔

اپیفنی ۲۲/۱/۲۲

کیا بپتسمہ اور اقرار زبانی فضول ہے؟

مندرجہ بالا مضمون اپیفنی سے ترجمہ کیا گیا ہے اور اس سے مندرجہ ذیل امور ظاہر ہوتے ہیں کہ

(۱) مسیحی مذہب تبلیغی مذہب نہیں ہے۔

(۲) انگریز پادریوں نے ہندوؤں کو مسیحی بنایا۔

(۳) اور اس مسیحی تبلیغ کا سد باب کرنے کے لئے سوامی شردھانند نے تحریک شدھی کو جاری کیا ہے۔

(۴) اور ان کو جو مسیحی یا مسلم ہو گئے تھے دوبارہ ہندو دھرم میں داخل کیا۔

(۵) اس لئے ایک مسلمان (زیر تحقیق) نے ان کو قتل کر دیا

(۶) پس مشنری ایک حد تک اُن کے قتل کے ذمہ دار ہیں

(۷) اور مشنریوں کو چاہیے کہ لوگوں کو مسیحی بنانا چھوڑ دیں

مسٹر پریکیہ مسیحی ہیں

اور یہی وجہ ہے کہ اپیفنی کو اُن سے یہ امید نہ تھی کہ وہ انجیل کی صریح تعلیم اور کلیسیا کے مسلمہ طرز عمل اور مسیحیت کی اشاعت سے اس طرح عام مجمع میں علانیہ مخالفت اور بیزاری کا اظہار کر کے سوامی شردھانند کے قتل کا بالواسطہ کچھ الزام انگریز مشنریوں پر عائد کرینگے دو سال ہوئے کہ کرسچن کانفرنس پنجاب کے سالانہ اجلاس کے موقع پر مسٹر پریکیہ لاہور تشریف لائے اور کانفرنس اور وائی ایم سی اے لاہور میں آپ کے چند پبلک لکچر ہوئے۔ اس وقت بھی آپ نے دبی زبان اور نرم الفاظ میں اس قسم کے خیالات کا ہی اظہار کیا تھا۔ اور بار بار کہا کہ میں ہندو مسیحی ہوں بعض تنگ اور دور اندیش مسیحی تو اسی وقت بھانپ گئے تھے کہ مسٹر پریکیہ مسیحی کلیسیا کو ہندو برادری سے باہر دیکھنا نہیں چاہتے۔ آخر آپ نے نہایت شدت اور زور کے ساتھ کھلم کھلا اپنے خیالات کا اظہار کر دیا جس پر کہ اپیفنی ساشنین اخبار بھی داد دیا کئے بغیر نہ رہ سکا۔

تحریک عدم ضرورت بپتسمہ

چند ہفتے گذرے کہ ہم نے نورافشاں میں ظاہر کیا تھا کہ بعض سرکردہ مسیحی اس بات کو اشاعت دے رہے ہیں کہ لوگوں کو بپتسمہ دیکر علانیہ مسیحی بنانا درست نہیں ہے۔ اور کہ تبدیلی ایمان صرف دل سے واسطہ رکھتی ہے۔ ہم نے کلیسیا کے ترکار سے چند

سوال دریافت کے مگر افسوس ہے کہ سوائی قاصد جوری نمبرا کے کسی نے اس پر قلم نہیں اٹھایا۔ انجیل خفیہ شاگردی کی کسی نوع سے نہ صرف حمایت ہی نہیں کرتی بلکہ بڑے زور سے تردید کرتی ہے۔

(۱) خداوند مسیح نے نجات کے لئے بپتسمہ کو لازم قرار دیا فرمایا کہ اس نے اُن سے کہا کہ تم تمام دنیا میں جاکر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائیگا۔ مرقس ۱۶:۱۶ اور متی ۲۸:۱۹۔

(۲) یسوع نے جواب دیا کہ میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی آدمی پانی اور روح سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا" (یوحنا ۳:۵)

نجات کے لئے زبانی اقرار کی شرط

کسی گمنام سنیاسی مشن کے نام سے عوام میں مشہور کیا جاتا ہے کہ ایک گروہ مسیح کی خفیہ شاگردی کر رہا ہے اور ہندو میں اس کے بہت سے شرکا ہیں ہمیں یہ افواہ نہایت گمراہ کن معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ جب نجات کے زبانی اقرار کو انجیل میں شرط ٹھہرایا گیا ہے تو خفیہ شاگردی سوائی بزدلی اور عدم نجات یا ننگی کے اور کیا ہو سکتی ہے؟ مسیح کا صریح فرمان امر کی نسبت اوپر درج ہو چکا ہے۔ اب مزید سنیئے۔

(۱) راستبازی کے لئے ایمان لانا دل سے ہوتا ہے اور نجات کے لئے اقرار منہ سے کیا جاتا ہے (رومیوں ۱۰:۱۰) خدا کی شان دیکھئے کہ چند مسیحی آج ایسے ہیں جو بپتسمہ کی جو اقرار اور اشتہار کا ہم معنی ہے ضرورت کے خلاف اور تقیہ کے حامی بن رہے ہیں۔ ادھر اُدھر دیکھئے انجیل کے . . . اس قول کو مسلمانوں نے لفظ بلفظ قبول کر لیا ہے۔ چنانچہ اُن کی کتابوں میں ہے اِقرارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصدِیقٌ بِالقَلبِ یعنی زبان سے اقرار کرنا اور دل میں اُسے سچ جاننا

(۲) اگر تو اپنی زبان سے یسوع کے خداوند ہونے کا اقرار کرے اور اپنے دل سے ایمان لائے کہ خدا نے اُسے مُردوں میں سے جلایا تو نجات پائیگا" (رومیوں ۱۰:۹)۔

(۳) اس ہمیشہ کی زندگی پر قبضہ کرے جس کے لئے تو بلایا گیا تھا اور بہت سے گواہوں کے سامنے اچھا اقرار کیا تھا۔" (۱-تمتھیس ۶:۱۲-۱۳)

مسیح کا نمونہ

(۱) مسیح نے صاف اقرار کیا کہ "میں ہی ہوں"۔ اور "اگر تم مجھے ڈھونڈتے ہو تو انہیں جانے دو"۔ پر وہ گرفتار کر لیا گیا تھا۔

(۲) مسیح نے سردار کاہن سے کہا کہ "میں نے دنیا سے علانیہ باتیں کی ہیں"۔

(۳) یسوع نے پلاطوس کے سامنے صاف اقرار کیا کہ "میں اس لئے پیدا ہوا اور اس واسطے دنیا میں آیا کہ حق کی گواہی دوں"۔

مسیح کی تمام مصیبت۔ گرفتاری۔ بے عزتی اور صلیب برداری کی وجہ زبانی اور علانیہ اقرار تھا اور اگر وہ تقیہ سے کام لیتا اور اظہار حق سے باز رہتا تو کا ہیکو تا دم آخر مبتلائے مصائب و نوائب رہتا۔

(۵) اس وقت بھی فریسیوں اور شرع کے عالموں نے اس سے بپتسمہ نہ لیکر خدا کے ارادے کو اپنی نسبت باطل کر دیا تھا (لوقا ۷:۳۰)

ڈاکٹر کالیچرن چٹرجی

کے مسیحی ہونے کا حال ایک مختصر رسالہ میں شائع ہوا ہے اسمیں ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ ابھی انہیں ایک نے مسیح کا علانیہ اقرار کیا اور بپتسمہ پایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُسے سخت سزا سہنی پڑی۔ وہ اپنے گھر سے نکال دیا گیا اور اس کے دوست اور رشتہ دار اس سے جدا ہو گئے سب اس کو اچھوت سمجھنے لگے اور جہاں کہیں وہ جاتا لوگ اُسے گالیاں دیتے اور ٹھٹھوں میں اڑاتے تھے . . . انسانی کمزوری اس پر غالب آگئی اور وہ اپنے ایمان سے پھر گیا اور پھر ہندو دھرم میں چلا گیا۔ اپنے اس ساتھی کی شکست دیکھ کر میرے ارادے میں کمزوری آگئی۔ میں اپنے مسیحی ایمان کا علانیہ اقرار کرنے سے گھبرانے لگا۔ وہی آزمائش مجھ پر آئی۔ جس نے بہتوں پر حملہ کیا۔ میں نے سوچا کہ میں ایک خفیہ شاگرد بنا رہونگا اور اگرچہ

نام کو تو ہندو کہلاؤنگا

پر خدمت میں مسیح کی ہی کرونگا۔ پر اس خیال نے بے کرانی زیادہ بڑھتی گئی۔ اور مسیح کی ا سبات کو جھٹلا نہ سکتا تھا کہ جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کریگا میں اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اس کا اقرار کرونگا اور جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا انکار کریگا میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اس کا انکار کرونگا"

آج تو سرکار انگریزی کے راج اور شائستگی کے زمانہ میں کوئی شخص بھی گمان نہیں کر سکتا کہ ابتدائی مسیحیوں کی مانند اس پر مسیح کی علانیہ شاگردی کے اقرار و اظہار سے وہ وہ دلگداز اور وحشیانہ ستم رانیاں اور جور و ستم توڑے جائینگے جن کے ذکر سے بھی آج بدن میں لہو خشک ہو جاتا ہے۔ غور کا مقام ہے کہ کس طرح ہزاروں خاندان موت کے گھاٹ اُتر جانا پسند کرتے تھے۔ رشتہ داروں کی جدائی کے خوف سے اظہار ایمان سے باز نہیں رہ سکتے تھے۔

کیا مسیحی مذہب تبلیغی مذہب ہے؟

یہ ایک ایسا سوال ہے کہ مسٹر ریکیٹ ہی آج ایک واحد مسیحی تمام روئے زمین پر ہمارے علم میں ہیں جنہوں نے اس کا جواب نفی میں دینے کی جرات کر کے مسیح کی انجیل اور کلیسیا کی بے حد بے عزتی کی ہے۔ ایپفنی درست کہتا ہے کہ مسٹر ریکیٹ نے انجیل کو اس امر میں افسوسناک غلط پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ صاف و صریح انجیلی حکم موجود ہے کہ

(۱) "تم تمام دنیا میں جاکر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔ جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائیگا" مرقس ۱۶:۱۶)

(۲) جس کا ذکر انہوں نے نہیں سنا اُس پر ایمان کس طرح لائیں؟ اور بغیر منادی کرنے والے کے کیونکر سنیں اور جب تک وہ بھیجے نہ جائیں منادی کیونکر کریں (رومیوں ۱۰:۱۴) اب جب مسیحیت کے نادان مسٹر ریکیٹ مشنریوں اور مسیحی مبلغین سے درخواست کرتے ہیں کہ لوگوں کو مذہب بدلنے کا کام بند کر دو تو وہ

سوائے اس کے اور کیا چاہتے ہیں کہ مسیحیت اور مسیح کو ہند سے نکال دیا جائے؟ کیونکہ جب تک انجیل اور مسیحی مبلغین موجود ہونگے ضرور ہے کہ لوگوں کے دل مسیح کی طرف پھریں اور وہ رام اور دیگر بتوں کی پیروی اور پرستش چھوڑ کر مسیح کو اور وید کو ترک کر کے بائبل کو قبول کریں اور یہ ناممکن ہے کہ وہ رام کے بھی پجاری بنے رہیں اور مسیح کا بھی نام لیا کریں۔ مسٹر ریکیو نے جو

ہندوؤں سے رشتہ کاٹنے کی تجویز

نکالی ہے وہ نہایت ناواجب اور نامعقول ہے۔ کیونکہ وہ خود کہتے ہیں کہ ایک ہندو کا مسیحی ہو جانا اُسے تمام رشتہ داروں سے جدا کر دیتا ہے۔ لیکن ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا آپ اور آپ کے ہمخیال یہ چاہتے ہیں کہ مسیحیت کو خیرباد کہکر رشتہ داروں سے جا ملیں؟ ورنہ جب آپ ویدوں۔ ان کے دیوتاؤں خدا کے سوائے متعدد ازلی ہستیوں۔ نیوگ۔ تناسخ۔ بتوں۔ ذات پات کی بندشوں وغیرہ پر ایمان رکھنے کی بجائے بائبل۔ اس کے نبیوں۔ واحد خدا۔ مردوں کی قیامت اور ابدی زندگی اور مسیح کو مانیں اور سچا جانینگے تو وہ کٹر ہندو کہاں رہتے ہیں جو آپ کو قبول کرینگے؟ معلوم ہوتا ہے کہ دنیوی منافع۔ رشتہ داروں کی محبت اور ہر دلعزیزی کے خواہاں اندرونی طور پر چاہتے ہیں کہ صدیوں کی ان جانبازانہ محنتوں کے پھل کو جو مسیحی مشنریوں نے آج ۶۴ لکھ تعداد میں بصورت مسیحی جماعت پیدا کیا ہے۔ برباد کر دیں۔ لیکن مسٹر ریکیو کے ہمخیالوں کی تعداد نہایت محدود ہے اور ان کے اس اظہار خیالات سے جو حسب بیان کلکتہ گارڈین اُنہوں نے پبلک مجمع میں کیا مسیح کے تمام حقیقی پرستاروں کو دل سے بیزاری اور نفرت ہے۔

ہندو مسلمانوں سے ہمارا تعلق

صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں مسیحی جان کر قبول کریں اور ہم مسیحی ہو کر ان سے میل ملاپ و تعلقات قائم رکھیں۔ ہاں مسٹر رضوی وکیل سیتاپور سے مسیحیوں کا اتحاد ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اُن کو مسیحی جانکر ملنا چاہتے ہیں۔ لیکن جب ہمارے مسیحی ہو جانے کی مخالفت ہی میں جیسے مسٹر ریکیو نے بڑے زور سے بیان کیا ہے سوامی شردھانند اور اُن کے ہمخیالوں نے تحریک شدھی جاری کی تو صاف ظاہر ہے کہ مسیحی ہو کر اور رہ کر ہم حامیانِ شدھی سے کوئی تعلق قائم نہیں کر سکتے۔ شدھی تو اس لئے ہے کہ مسیحیوں کو آریہ بنایا جائے اور وہ مسیح کا انکار کریں۔ پرشدھی سبھا کی مرضی کو پورا کئے بغیر کس طرح مسٹر ریکیو مسیحیوں کو ہندوؤں سے متحد کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں؟ مسیح نے تو صاف فرما دیا ہے کہ "جو کوئی اپ یا ماں کو مجھ سے زیادہ عزیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں وغیرہ"۔

مخالفت سے ڈرنا مسیحی کا خاصہ نہیں ہے

بلکہ لکھا ہے کہ (۱) "میرے نام کے سبب ساری قومیں تم سے عداوت رکھینگی" (متی ۲۴: ۹)

(۲) جو کچھ میں تم سے اندھیرے میں کہتا ہوں اجالے میں کہو اور جو کچھ تم کان میں سنتے ہو کوٹھوں پر اس کی منادی کرو۔ جو بدن کو قتل کرتے ہیں اور روح کو قتل نہیں کر سکتے اُن سے نہ ڈرو بلکہ اسی سے ڈرو جو روح اور بدن دونوں کو جہنم میں ہلاک کر سکتا ہے (متی ۱۰: ۲۷-۲۸)

(۳) اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو وہ اپنی خودی سے انکار کرے اور ہر روز اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے۔ کیونکہ جو کوئی اپنی جان بچانی چاہے اُسے کھوئیگا اور جو کوئی میرے واسطے اپنی جان کھوئے وہی اُسے بچائیگا۔ وغیرہ۔

(۴) اور جس کسی نے گھروں یا بھائیوں یا باپ یا ماں یا بچوں یا کھیتوں کو میرے نام کی خاطر چھوڑ دیا ہے اُسکو سو گنا ملیگا۔ اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا (متی ۱۹: ۲۹)

(۵) اگر دنیا تم سے عداوت رکھتی ہے تو جانتے ہو کہ اس نے تم سے پہلے مجھ سے بھی عداوت رکھی اگر تم دنیا کے ہوتے تو دنیا اپنوں کو عزیز رکھتی لیکن چونکہ تم دنیا کے نہیں بلکہ میں نے تم کو دنیا میں سے چن لیا ہے۔ اس لئے دنیا تم سے عداوت رکھتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ اگر انہوں نے مجھے ستایا تو تمہیں بھی ستائینگے۔ الخ (۱۵: ۱۸-۲۰)

پس ہمیں شدھی کا شمہ بھر خوف نہیں

مسٹر ریکیو کو معلوم ہونا چاہئے کہ سوامی شردھانند کے قتل کی جزوی ذمہ واری مشنریوں پر ڈال کر وہ اُن کو تبلیغ مذہب سے باز نہیں رکھ سکتے۔ اور نہ شدھی کے پولیٹیکل مذہب کے رُعب سے ہندوستان کے مسیحی خوفزدہ ہو جائینگے۔ "کون ہم کو مسیح کی محبت سے جدا کریگا؟ مصیبت یا تنگی یا ظلم یا کال یا ننگا پن یا خطرہ یا تلوار؟ ۔ ۔ ۔ ۔ مجھ کو یقین ہے کہ خدا کی جو محبت ہمارے خداوند مسیح یسوع میں ہے اس سے ہم کو نہ موت جدا کر سکیگی نہ زندگی۔ نہ فرشتے نہ حکومتیں نہ حال کی نہ استقبال کی چیزیں۔ نہ قدرتیں۔ نہ بلندی نہ پستی نہ کوئی مخلوق"۔ اور نہ مسٹر ریکیو کی ترغیب۔ نہ شدھی۔ نہ رشتہ داروں سے ملنے کا شوق۔

جن لوگوں کا یہ دھرم ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے دنیا کو حاصل کریں تو وہ ضرور مسٹر ریکیو کی تقلید کرینگے۔ لیکن جو اس خیال کے حامی ہیں کہ خواہ کچھ ہو مسیح کی حمایت کرنی ہے وہ ہر روز اپنی صلیب اُٹھا کر مسیح کے پیچھے پیچھے چلے جائینگے۔ مگر مسٹر ریکیو کے کشادہ دروازے سے ہرگز داخل نہ ہونگے۔ تمام کلیساؤں کو مسٹر ریکیو کی اس تقریر سے جس میں انہوں نے تبلیغی کام کو بند کر دینے کی اپیل کی اور مشنریوں کو سوامی شردھانند کے قتل کا بوجہ اشاعت مسیحیت ایک حد تک ملزم گردانا ہے۔ بیزاری کا اظہار کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ اہل ہنود سے دوستی کی خاطر شدھی کو جائز اور مسیحی تبلیغ کو ناجائز ٹھہراتے ہیں۔

"جو کوئی اپنا ہاتھ ہل پر رکھ کر پیچھے دیکھتا ہے وہ خدا کی بادشاہی کے لائق نہیں"۔

خان

نور افشاں کو قلمی امداد دیتے رہئے۔

ہم دوستوں کو کھو نے اور دشمنوں کو پیار کرنے ہی کو تھی

نرالی روش

کون سنتا ہے کہانی میری — پھر وہ بھی زبانی میری

زرافشاں کی اشاعت قریبہ میں جناب سید نظیر احمد صاحب کی ایک تجویز بدیں غرض شائع کی گئی تھی کہ مسیحی اصحاب اس پر غور فرمائیں اور اگر ممکن ہو تو اس پر پسندیدگی یا ناپسندیدگی کا اظہار فرمائیں تجویز مذکور کا ملخص اس قدر ہے کہ

چونکہ عید ولادت مسیح مسیحیوں کا واحد تہوار ہے اور مسلمان بھی مسیح علیہ السلام کو اپنا نبی مانتے ہیں۔ چونکہ تحقیق الاسلام کے مصنف نے حضرت محمد کو مسیحیت کا نذیر و بشیر تسلیم کر لیا ہے۔

اس وجہ سے مناسب ہوگا کہ مسیحی عید ولادت مسیح پر مسلمانوں کو مدعو کر کے اپنی خوشی میں شریک ہونے کا موقع دیا کریں۔ اس سے طرفین میں تقرب و خوش اعتقادی کی ترقی ہوگی۔ یہ تو وکیل صاحب کے بیان کا خلاصہ ہے یہ تجویز گو مکمل نہیں ہے۔ تو بھی جس قدر ہے وہ معقول ہے۔ اس تجویز پر ہم نے اظہار پسندیدگی کیا ہے۔

اس پر مسیحی اہل الرای کی سنیئے

ایک صاحب نے لکھا کہ چونکہ مسیحی جلسوں میں مسیحی خاتونیں بھی شریک اور حاضر ہوتی ہیں تو فرمایئے کہ کیا مسلمان خاتونیں بھی شریک ہونگی؟ دیگر عرض ہے آپ نے اس تجویز کے دوران بیان میں کئی باتیں ایسی رقم فرمائی ہیں جن سے مسیحیت اور اسلام میں تعلیمی اور اصولی تفریق کا مادہ اور خیال ظاہر ہوتا ہے۔ وغیرہ . . . اگر غور کیا جائے تو ان خیالات سے وکیل صاحب کی تجویز کچھ وزن دار اور مفید نہیں ٹھہرتی۔ منقول گل۔

ہاتھوں کو ملائینگے مگر دل نہ ملیگا

اس پر ہم نے لکھا کہ مسٹر گل وکیل صاحب کا مطلب ہی نہیں سمجھے اور ہم پھر کہتے ہیں کہ مسٹر گل وکیل صاحب کا مطلب نہیں سمجھے ہیں۔

اب عید ولادت مسیح پر میری رائے کا اظہار" کے عنوان سے ہمارے مقابل خدا سلامت رکھئے مولوی فاضل دیوبندی موجود ہیں جو ہماری رائے پر انگشت بدندان اور حیران ہو کر اختلاف رائے کا اظہار فرماتے ہوئے مسٹر گل کی تائید فرما رہے ہیں۔ اب بظاہر ہم یہ کہنے سے بھی رہ گئے کہ مولانا وکیل صاحب کا مطلب نہیں سمجھے ہیں۔ لیکن تعوظاً گذارش ہے کہ آپ نے بھی ہم سے ناحق اختلاف کیا ہے اور وکیل صاحب کی تحریر پر غور نہیں فرمایا ہے (۱) آپ تسلیم کرتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی حالت کلیہ سے واقف ہیں (۲) آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ مسیحی الہی ہر ایک ملت و مذہب کے ہر فرد بشر کو اپنی ہر ایک خوشیوں میں مدعو کرتے اور رسم مصافحہ بجا لایا کرتے ہیں۔ اگر جناب والا شان کے یہ دونوں مسلمات درست ہیں تو پھر ہمارا غلطی پر ہونا اور مسٹر گل کا راستی پر ہونا کہاں سے پیدا ہو گیا؟ کیا وکیل صاحب نے مسیحیوں میں جو کچھ مروج ہے اپنی تجویز میں اس سے بھی زیادہ کچھ طلب کیا ہے۔ اگر نہیں تو پھر جناب کی حیرانی کا کیا باعث؟

مزید براں آپ مسیحی الہی صاحبان کے طرز عمل مافوق کا اعتراف کرتے ہوئے پھر آپ وکیل صاحب کی تجویز کو جو مسیحی الہی اصحاب کے طرز عمل کے موافق ہے یہ کہتے ہوئے ٹھکراتے بھی ہیں کہ ہمارے بھائی اہل اسلام ذرا **بھی اس اتحاد کو قبولیت کا شرف نہیں بخشتے**۔ افسوس ہے کہ اہل اسلام کی اتحادی تجویز کو تو آپ جیسے فاضل خود رد کرتے ہیں اور الزام اہل اسلام کو دیتے ہیں۔ کیا یہ بھی مسیحی الہیوں کا وصف خصوصی سمجھا جائے؟ اس پر طرہ یہ بھی ہے کہ آپ سہولت سے لکھ جاتے ہیں۔ کہ **مسیحی الہی رسم اتحاد کو بڑھانا چاہتے ہیں**۔ کیا خداوند یسوع مسیح کے الہیوں کے نزدیک رسم اتحاد کا بڑھانا یہی ہے کہ ایک معزز مسلم لیڈر تو مسیحیوں اور مسلموں کے اتحاد کی تجویز زیر نظر پیش کرے اور ہم اسے عجیبہ تجویز خیال کر کے انگشت بدندان اور متحیر ہو کر رد کرتے جائیں اور لکھتے جائیں کہ ہمارے مسلم بھائی اس اتحادی سمجھ کو قبولیت کا شرف نہیں بخشتے ہیں؟ جناب والا اگر فقیر کی جرأت کو معاف فرمایا جائے بندۂ درگاہ یہ کہنے پر مجبور ہے کہ

جو قابل رحم کے ہیں مورد بیداد ہوتے ہیں
نئی صورت کی ہوتی ہے عدالت آپکے گھر میں

اس پر آپ کو یہ بھی امید ہے کہ مسلمان مسیحیوں کو اپنی خوشیوں میں شریک کیا کریں اگر ہمارے فضلاً کا اپنے دوستوں سے یہی سلوک رہا تو ہم دشمنوں کو پیار کرنے میں کمال کو پہنچ چکے۔ خدا ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین۔

مسٹر نیوٹن اور جناب کے جواب میں یہ بھی گذارش ہے کہ وکیل صاحب نے جو مسیحی صاحبان کے مجمعوں میں مسلمانوں کو بلانے کی تجویز پیش کی ہے کہیں انہوں نے کب اس بات سے انکار کیا کہ مسلمان عیسائیوں کو اپنی خوشیوں میں شریک نہ کرینگے یہ سب خارج از بحث باتیں ناحق زیر بحث لائی گئیں جنکا تجویز زیر بحث سے تعلق ہی کوئی نہیں ہے اور اس پر آپ مسٹر نیوٹن کی داد دیتے ہوئے ہمیں غلطی پر بتلاتے ہیں۔ اس وجہ سے ہم بھی آپ کے فیصلہ کی داد دیتے ہیں۔

آخر میں اس قدر اور عرض کئے دیتے ہیں کہ جناب نظیر احمد صاحب مسیحیوں کو آپ سے زیادہ جانتے ہیں اور مسیحی بھی آپ کے نام نامی و اسم گرامی سے بالکلیہ بے خبر نہیں ہیں۔ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے ضرورت کے احساس سے لکھا ہے۔ اگر آپ جیسے مسیحی فضلا ان کی تجویز پر غور نہیں کر سکتے تو کچھ مضائقہ نہیں وہ وقت و زمانہ دور نہیں جب ایسے مسلم صاحبان کی آراء کی قدر و منزلت کی جائیگی۔

ایڈیٹر

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھیں

عید ولادت مسیح پر میری رائے کا اظہار

از قلم مولوی فاضل دیوبند عزیز اللہ تمام لیل
طالب العلم مدرسہ علم آلہی سہارنپور

ہوتی ہے گرچہ کہنے سے یاسو پرائی بات
پر ہم سے تو تھمی نہ کبھی منہ پرائی بات

جاں بابا۔ احقر نے پرچہ نور افشاں مجریہ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۳۷ء کو پڑھا خصوصاً مندرجہ ذیل عنوان کو "عید میلاد مسیح پر جناب بزرگ گل صاحب کا استفسار" اور اس پر جو ایڈیٹر صاحب نور افشاں کا اظہار۔ حقیر اس کیفیت مندرجہ بالا کو دیکھکر متحیر آنگشت بدندان ہوا کہ جناب ایڈیٹر صاحب نے کس پہلو پر پٹیر صاحب کی اس تجویز پیچیدہ کو مقبول و معقول ٹھہرانے کی رائے قائم کردی جبکہ مسلمانوں کی حالت کلیہ سے واقف ہیں۔ خیر نہایت مودبانہ عرض ہے کہ آنجناب ایڈیٹر ہیں اور وہ پٹیر۔ آپ کو جناب بزرگ گل صاحب کی رائے پر اظہار افسوس ہوا ہے۔ کیا خوب

اب مجھ ضعیف وزار کو مت کچھ کہا کرو
جاتی نہیں ہے مجھ سے کسی کی اٹھائی بات

ثانیاً عرض ہے کہ پٹیر صاحب کو شاید مسیحی ایلچی ہر ایک ملت و مذہب کے ہر فرد بشر کو اپنی ہر ایک خوشیوں میں مدعو کرتے اور رسم مصافحہ بجالایا کرتے ہیں۔ مگر ہمارے بھائی اہل اسلام نے ابھی اس اتحادی روح کو قبولیت کا شرف نہیں بخشتے اور پھر بھی یہ تجویز پیش فرماتے ہیں میرے خیال میں جیسا کہ مسیحی ایلچی اس رسم اتحاد کو پھیلانا چاہتے ہیں۔ اگر ہمارے محترم بھائی اہل اسلام بھی اس رسم کو قبول فرماتے وحصہ لینا چاہتے ہیں تو یہ مناسب بلکہ انسب ہوگا کہ ہمارے مکرم اہل اسلام بھی اپنی عیدوں اور خوشیوں میں مسیحی صاحبان کو اپنے گھروں میں مدعو فرمایا کریں تو بعید از عقل نہ ہوگا اور نیز اگر اس رسم کو تہ دل سے منظور فرمائیں تو گوئے سبقت بھی لے جا سکتے ہیں۔ فقط آمین ثم آمین۔

ہندوستان کے جملہ پادری صاحبان کے نام
کھلی چٹھی

جناب مکرم تسلیم۔

آریوں کا مشہور و معروف اخبار پرتاپ اپنے شہید نمبر مورخہ ۹/۱ میں لکھتا ہے کہ "دنیا کا سب سے بڑا شہید حضرت مسیح اور حضرت حسین کی شہادت خالص مذہبی شہادت نہیں ہو سکتی۔ صرف سوامی شردھانند کی شہادت خالص مذہبی شہادت ہے"۔ اس کے علاوہ آریوں کا مشہور تارک الدنیا پرچارک پرمانند بیراگی بیرنام اپنے ایک چھوٹے نام نہاد تاریخی رسالہ میں تحریر کرتا ہے "مسیح کی قربانی اس کی (بیراگی کی) شہادت کے سامنے سر جھکا لیتی ہے"۔ بیراگی بیر صفحہ میں آپ کی توجہ ان دونوں عبارتوں کی طرف مبذول کرا کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کے نزدیک بھی مسیح علیہ السلام کی قربانی ایسی ہی ہے جیسا کہ ان سماجی لیڈروں کا خیال ہے۔ اگر نہیں تو ان دل آزار اور اشتعال انگیز فقروں کے متعلق آپ نے کیا نوٹس لیا ہے۔ اخبارات کے ذریعہ اپنی رائے کا اظہار فرمائیں۔ مسلمان چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کو سچا پیغمبر مانتے ہیں۔ ان کی تو ان فقرات سے دل آزاری ہوئی ہے۔ اور انہوں نے لاہور میں ایک عام جلسہ کر کے ان فقروں کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ جو پرتاپ نے مذکورہ بالا فقرات کو ایک مسلمان کی طرف منسوب کیا ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ محض فرضی کارروائی ہے۔ کیونکہ دنیا میں نہ تو کسی مسلمان کا ایسا عقیدہ ہی ہے اور نہ وہ ایسے نامعقول اور خلاف واقع فقرات ہی لکھ سکتا ہے۔ (ایک دردمند مسلمان) پیغام صلح مطبوعہ ۲۶/۱۔

نور افشاں ہمیں بعض آریہ اخبار کے اور ان کی دیگر تحریرات کے آزادانہ اور دل آزارانہ طرز بیان پر بلاشک اظہار نفرت ہے اور ہمیں ایسے حالات کے درمیان مسلم اصحاب سے ہمدردی ہے لیکن ہم ایسے حالات میں سرکار کا دروازہ کھٹکھٹانا نہیں چاہتے ہیں۔ اگر سرکار ذوالاقتدار خود ایسی باتوں کا نوٹس لے تو ہم سرکار عالیہ کو حق بجانب کہینگے۔

احمدی اصحاب سے بھائی چارہ کا سوال

ہفتہ آئندہ نے مولوی مصطفٰے خاں صاحب کی تقریر کا خلاصہ جو انہوں نے ۲۷ دسمبر کے روز کی تھی جو کسی مسیحی کے لئے قابل سماعت نہ تھی لکھکر خاص طور سے ہم سے دریافت کیا ہے کہ ہم پادری غلام مسیح صاحب جیسے بزرگوں سے ملتمس ہیں کہ ان لوگوں سے جو ہم کو دجال اور مخالف مسیح ٹھہراتے ہیں کیونکر بھائی چارہ کیسے قائم ہو سکیگا۔ الخ

خیر اگر اس سوال کا جواب بزرگ غلام مسیح کو ہی دینا ہو تو ادب سے گذارش ہے کہ ان پر افسوس مت کرو۔ وہ جو کچھ دوسروں کی نظروں میں ہیں وہی کچھ ہم کو کہتے ہیں اور کچھ تو نہیں کہتے؟ پس ہمارا اور احمدی دوستوں کا بھائی چارہ بنا بنایا ہے اور آپ کیا چاہتے ہیں۔

مرحوم ڈاکٹر خیر الدین صاحب

پنجابی میں کہاوت ہے کہ "جیسے رزق بہانے موت" دنیا سے رخصت ہونے کا کوئی نہ کوئی بہانہ بن ہی جایا کرتا ہے۔ بزرگ ڈاکٹر خیر الدین صاحب جمعرات کی شام کو اپنا شفاخانہ بند کر کے حسب معمول تفریح کے لئے پیدل انارکلی کی طرف تشریف لے گئے۔ خود داستا ڈاکٹر تھے طبیعت میں کوئی خلش نہ تھا۔ راستے میں نامعلوم کیا حادثہ پیش آیا کہیں سڑک پر بیخود ہو کر ایسے گرے کہ زبان کٹ گئی۔ اور منہ زخمی ہو گئے سنا ہے کہ کچھ دیر کے بعد خود ہی ہوش میں آئے ٹانگہ پر سوار ہو کر گھر پہنچے۔ نامعلوم اندر کیا صدمہ پہنچا تھا کہ گھر آتے ہی خون کے دست جاری ہو گئے اور جمعہ کی صبح کے چار بجے اس جہان فانی سے دار البقا کو رخصت ہو گئے۔ تمام عمر دوسروں کے علاج معالجہ میں بسر کی۔ نہایت نیک اور خدا ترس بزرگ تھے۔ چلتے پھرتے ہی رخصت ہو گئے۔

آپ کی عمر قریباً ۷۰ برس کی عمر تھی۔ مگر بفضل خدا بالکل تندرست تھے۔ یکایک روانگی سے آپ کے جملہ عزیز واقارب اور دوستوں کو رنج وملال ہے۔ مگر ہمارے نزدیک آپ کی موت مبارک انتقال ہے۔ آپ کی تجہیز وتکفین کی رسم جمعہ کی شام کے ۵ بجے عمل میں لائی گئی۔ پادری دینا ناتھ صاحب نے آپ کا جنازہ پڑھا اور جیل روڈ کے نئے قبرستان میں آپ کو دفن فرمایا۔ ہم آپ کے پسماندگان اور عزیز واقارب کے لئے دعا کرتے ہیں کہ خداوند انہیں صبر وتسلی سے معمور فرمائے۔ آمین

ہمیں یہ معلوم کر کے

نہایت خوشی ہوئی ہے کہ خدا نے ماسٹر ہیرا خاں (لودیا) کو صحت وشفا بخشی ہے۔ ہنوز آپ کے پاؤں کا زخم درد سوجن بالکل تو نہیں اچھی ہوئی تو بھی وہ کسی قدر چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ ابھی آپ بہت کمزور تو ہیں۔ مگر امید ہے کہ وہ کمزوری بہت جلد رفع ہو جائیگی ہمارے خیال میں خدا نے آپ کو سچ مچ دوبارہ زندگی بخشی ہے۔ جس کے لئے ہم خدا کا شکر کرتے ہیں۔

پنجاب کرسچن کانفرنس کا جلسہ

۲۸ جنوری سے گوجرانوالہ میں پنجاب کرسچن کانفرنس کا جلسہ شروع ہے۔ کانفرنس کے روبرو اب کی دفعہ نہایت اہم معاملات ہیں جو پنجاب کی مسیحی جماعت کی بہتری اور بہبودی سے علاقہ رکھتے ہیں۔ ہمیں قوی امید ہے کہ پنجاب کے سرکردہ اصحاب وہاں جمع ہو کر ان پر غور وخوض فرما کر مسیحیان پنجاب کی بہتری کی کوئی صورت ضرور تجویز فرمائینگے۔ ہم دل سے پنجاب کرسچن کانفرنس کی کامیابی کے متمنی ہیں اور چاہتے ہیں کہ پنجاب کے تمام مسیحی کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے ساعی ہوں۔

دہلی ۳۱ جنوری۔ مسٹر سموئیل ہور کل صبح عازم انگلینڈ ہونگے (بندے اترم)

اشاعت سنہ ۱۹۲۵ء میں ۱۱۵۲۳۲۱ بائبلیں ۱۱۶۱۸۰۳ انجیلیں اور ۸۱۳۸۶۰۹ حصص کتاب مقدس شائع ہوئے جنکی مجموعی تعداد ۱۰۴۵۲۷۳۳ ہوتی ہے۔ (قاصد)

چین میں بائبل

سیاسی دنیا کی ہر روز کی تبدیلیوں سے بعض اوقات اشاعت بائبل میں قدرے کمی اور بعض اوقات بیشی ہوتی رہتی ہے۔ مگر کوئی بڑے سے بڑا انقلاب بھی آج تک بائبل کی رفتار کو بالکل نہیں روک سکتا۔ چین میں مخالفت۔ مشکلات۔ قومی غلط فہمی اور عام بدامنی کے باوجود بھی امسال اہل چین کے ہاتھوں میں ۴۲۶۱۴۵۵ جلدیں کتاب مقدس کی دی گئی ہیں۔ جو کہ سال گذشتہ سے ۳۸۵۲۲۶ زیادہ ہیں۔ (س)

اشاعت کے چند اعداد وشمار

چین میں گذرے سال ۴۳۸۵۳۰۰۔ کوریا میں ۷۲۳۰۰۰۔ جاپان میں ۲۷۶۰۰۰۔ بنگال میں ۲۰۰۰۰ نسخے چھاپے گئے اور اسی سال سوسائٹی کے حساب میں سال کے آخر پر ۲۴۸۲۵ پونڈ کی کمی ہے۔ گذشتہ تین سالوں کی اشاعت اور خرچ کا نقشہ حسب ذیل ہے۔

سال	اشاعت	خرچ
۱۹۲۳ء	۸۵۴۰۹۰۱	۱۹۴۱۴۴ پونڈ
۱۹۲۴-۲۵ء	۱۰۰۴۰۵۵۵	۲۴۵۳۴۹ "
۱۹۲۵-۲۶ء	۱۰۴۵۲۷۳۳	۲۶۲۱۰۵ "

اس حساب سے گذشتہ ۳ سالوں میں اشاعت میں ۲۰ لاکھ جلدوں کا اضافہ ہوا۔ اس سال کمیٹی نے ۴۵۰۰۰ پونڈ کے لئے اپیل کی ہے۔

پس ہر مسیحی کا فرض ہے کہ حتی الوسع خدا کے کلام کی اشاعت کے لئے جو کہ ہمارے راہ کی روشنی ہے ضرور کچھ نہ کچھ رقم دے تاکہ دنیا کا ایک نفس بھی اس ہدایت اور روشنی سے محروم نہ رہے۔ اہل پنجاب سکرٹری بائبل سوسائٹی پنجاب برانچ لاہور کو اپنے عطیات روانہ کریں۔ (م)

ریویو
ویدوں کے سربستہ راز

یہ نیا رسالہ برائے ریویو گذرے ہفتہ ہمارے پاس پہنچا ہے۔ اس میں ذیل کے مضامین پر فاضلانہ بحث کی گئی ہے۔ (۱) وید تین ہیں یا چار (۲) ویدوں کی تعداد میں اختلاف (۳) ویدوں کے ملہمین میں اختلاف (۴) کیا وید الہامی ہیں (۵) ابطال ازلیت وید (۶) ویدک ایشور مجسم ہے (۷) ویدک ایشور کی کم علمی (۸) ویدک ایشور کی صفات (۹) ویدک توحید کا آئینہ (۱۰) ویدک ایشور۔

ہم نے ان تمام مضامین کو نہایت دلچسپی سے پڑھا فاضل مصنف نے مضامین مذکورہ پر نہایت تہذیب وشائستگی سے لکھا ہے۔ ہر ایک مضمون معلومات نادرہ کا خزانہ ہے۔ ہر ایک مضمون پر آپ کی معلومات پختہ اور قابل اعتماد ہیں۔ آریہ دوستوں کے لئے یہ کتاب "مہتوا" کے معنی رکھتی ہے۔ ہم مسیحی منادوں اور پادری صاحبان سے بزور سفارش کرتے ہیں کہ وہ اپنے علاقہ میں مقدور بھر اس کتاب کی اشاعت کریں۔ شدھی کے خوف کا لاثانی علاج ہے۔ قیمت فی کاپی صرف ۴ ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی نہایت اعلےٰ ہے۔ جناب **فضل حسین** صاحب مہاجر قادیان پنجاب سے طلب فرمائیں۔

جنیوا ۳۰ جنوری۔ زیورچ کے ایک موجد کا دعوےٰ ہے کہ اس نے دائمی حرکت کے راز کو دریافت کر لیا ہے۔ اس نے ایک گھڑی تیار کی ہے جو ہمیشہ پارہ کے درجہ حرارت کے اصول پر چلتی رہتی ہے۔ (بندے اترم)

خبریں

لنڈن ۲۹ جنوری۔ سکاٹ لینڈ میں آندھی کی وجہ سے ۱۹ موتیں واقع ہوئی ہیں۔ جن میں سے ۹ گلاسگو میں ہوئیں۔ ۳۰ مجروح آدمی ہسپتالوں میں زیر علاج ہیں۔ ولسن سٹریٹ میں گوداموں کی حالت اس قدر خطرناک ہے کہ گم شدہ آدمیوں کی نعشوں کا ملبہ کے نیچے تلاش کرنا دشوار ہے

(ہندے ماترم)

امرتسر یکم فروری۔ اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں زیر دفعہ ۲۳۵ تعزیرات ہند جعلی سکے بنانے کے آلات قبضہ میں رکھنے کا ایک دلچسپ مقدمہ گردمحل امرتسر کے کالا سنگھ اور موتا سنگھ سنار... وں کے خلاف چل رہا ہے۔ شہادت استغاثہ سے ظاہر ہے کہ ایک شخص کالا سنگھ نے پولیس کو رپورٹ دی کہ ملزمان کی دوکان میں مختلف قسم کے سکے قلب بنانے معہ پونڈ تیار کرنے کے سانچوں کے موجود ہیں۔ پولیس کے تلاشی لینے پر سانچے برآمد ہوئے۔ ملزمان کو گرفتار کرکے چالان کیا گیا۔

(؍؍)

دہلی ۳۱ جنوری۔ لارڈ اروِن مع لیڈی اروِن آج صبح بیکانیر سے یہاں پہنچ گئے۔

(؍؍)

گیا میں مہاتما گاندھی جی سے ہندو سبھا نے شدھی کی حمایت کی درخواست کی جس پر مہاتما جی نے کہا کہ میں اپنے اس خیال کو نہیں چھپاتا کہ میں شدھی کے کام کو بہمہ وجوہ پسند نہیں کرتا۔ میں نے ہندو شاستر کا بڑے خلوص سے مطالعہ کیا ہے۔ مگر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام اور مسیحیت کی طرح ہندو بنانے کا یہاں قانون نہیں ہے۔ اور مجھے اس کا بھی یقین ہے کہ میں نے قرآن کا بہت خلوص دل سے مطالعہ کیا ہے۔ اس میں بھی اس قسم کی تبلیغ کی ہدایت نہیں جو آجکل رائج

ہے۔ ممکن ہے میں غلطی پر ہوں اگر ایسا ہو تو خدا میری اصلاح کرے۔

(؍؍)

سنٹرل مشن کونسل لاہور یوں لکھتی ہے کیونکہ ہم اسباب کو محسوس کرتے ہیں کہ ہندوستان کے نوجوانوں کو خاص مشنری کام میں حصہ لینا نہایت ضروری ہے۔ اس لئے ہم اسبات کو پیش کرتے ہیں کہ لینٹ میں ایک اتوار مخصوص کیا جائے۔ جس میں ذکر ہو کہ ہر ایک مسیحی کا کیا فرض ہے کہ وہ ہمارے خداوند اور مالک یسوع مسیح کے مدعا کو ذاتی خدمت سے پورا کرے۔ ایسا اتوار مقدس اندریاس کے ہفتے میں پہلے ہی مقرر کیا گیا ہوا ہے۔ مگر یہ امر لابدیا ضروری ہے کہ کم از کم سال میں دو دفعہ خاص اس کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اگرچہ سی۔ ایم۔ ایس لنڈن کے سکرٹری صاحب سے اس بات کی خبر ملتی ہے کہ آئندہ سال کے لئے قریباً پونے چودہ ہزار روپے کی کمی ہے تو بھی ہمارا ایمان یہ ہے کہ خدا اپنے کام کے لئے پوری امداد دیگا۔ اور اُن کے گذارے کے لئے جو اپنی زندگی انجیل کی بشارت کے لئے دیتے ہیں کافی مدد بہم پہنچائیگا (لاہور ڈائیسین میگزین)

پادری سموّن خان اور پادری ڈی بلیدیوجو کچھ عرصہ سے این۔ ایم سوسائٹی کو استعفا دیکر اور کام میں مشغول ہو گئے تھے سی۔ ایم۔ ایس نے پھر اُن کو خدمت کے لئے منظور کر لیا ہے۔

پادری سموّن خاں ترنتارن میں اور پادری بلدیو سکھر میں خدمت کرینگے۔

(؍؍)

اہل چین کے فساد کے سبب چین کے مسیحی نہایت تکلیف میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اُن کے لئے خاص دعا کرنے کی بڑی ضرورت ہے کہ ہمارا خدا ان مشکلات و خطروں میں اُن کی امداد سے اپنا جلال ظاہر کرے۔ (؍؍)

جملہ اطبائے کرام ملاحظہ فرمائیں

چونکہ پنجاب طبی کانفرنس خاص طور پر اس امر کے متعلق کوشش کر رہی ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نوٹی فیکیشن نمبرہ ۲۱۱ مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۲۳ء کے مطابق تمام میونسپلٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں طبیب ملازم رکھے جاویں۔ اور شفا خانوں میں اُن کی مدد کی جاوے۔ اس لئے جملہ اطبائے کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ فوراً اپنے نام اور سند سے اطلاع دیں۔ اور اپنی میونسپلٹی کا نام لکھیں۔ تاکہ رجسٹر میں اندراج کرکے مناسب کارروائی کی جاوے۔

محمد افضل۔ زبدۃ الحکما
سکرٹری پنجاب طبی کانفرنس

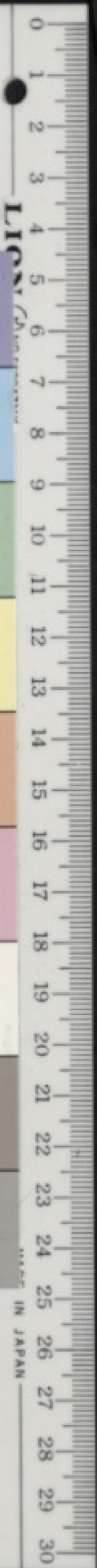
باب موسیقی واتحادی جلسہ

معزز مسیحیانِ دین کی خدمتِ عالیہ میں اطلاعاً التماس ہے کہ بتاریخ ۵ ماہ فروری ۱۹۲۶ء بوقت آٹھ بجے شب بمقام بیپٹسٹ مشن کالج ہال واقع دریاگنج دارالسلطنت دہلی ایک نہایت دلپسند جلسۂ موسیقی فراہم ہوگا۔ جلسۂ موسیقی فراہم ہوگا۔ جس میں مسیحی مذہب کے بینظیر و لاثانی خوش الحان مطرب اپنی اپنی دلکش آوازوں سے خدائے ذوالجلال کی مدح سرائی وحمد و تعریف سے جلسہ کی رونق کو دوبالا و سہ بالا فرما دینگے۔

لہٰذا ہر مسیحی کی خدمت میں التماس ہے کہ وقت معینہ پر تشریف لاکر مشکور فرمائیں۔

المشتہران
ماسر جوزف منزی ۔ منتظمان جلسہ۔
مسٹر جے۔ جیکب دریاگنج دہلی

نئی دہلی یکم فروری۔ کمانڈر انچیف کانپور۔ لکھنؤ فیض آباد اور بنارس میں افواج کا معائنہ کرنے کے بعد آج دہلی واپس آگئے ہیں۔ (بندے ماترم)



شکریہ ادا کرنے کو جمع ہوئے ہیں جس کے باعث ہم کو سینٹ لوکس کے گرجا گھر میں بلا روک ٹوک گذشتہ تین برس سے عبادت کرنے کی اجازت بخشی گئی ہے۔ چھاؤنی جالندھر کے مہربان اور بیدار مغز چیپلین کے زیرِ حمایت متحدہ ماہواری نماز ودعا کی اجازت اور اشاعت کو ہم لوگ بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ سے نہ صرف مختلف فرقہ جات نہ صرف غریب وامیر اعلیٰ اور ادنیٰ۔ بلکہ مغرب اور مشرق ایک ہی مسیحی برادری کے اجتماع کے اندر آجاویگا جس کا وجود خداوند مسیح کے یومِ ولادت پر ظہور میں آیا تھا۔ یہ جناب کی عالی حوصلگی کی وجہ سے ہے جو آپ کی کلیسیا سے وفاداری اور پاسداری کا اظہار کرتے ہوئے بیرونجات کی کلیسیاؤں تک دلی محبت حُسنِ اخلاق اور عقیدت پھیلائی ہے۔ گرچہ ہم سب ایک ہی خداوند اور نجات دہندہ کے آگے سرِ تسلیم جھکاتے ہیں۔ ہم آپ کے اُن اعلےٰ خیالات کا گرمجوشی استقبال کرتے ہیں جو آپ نے گذشتہ اتوار کی متحدہ عبادت میں پلپٹ سے اظہار فرمائے تھے اور ہم تسلیم کرتے ہیں فرقہ داری کے وسیع دائرہ میں تمام بہادری اور کامیابی ہمارا ہی حصہ نہیں ہے بلکہ ہم آپ کے ساتھ آپ کے بہادروں سرداروں اور مشنریوں کی شرکت رکھتے ہیں جنہوں نے تاریخ میں نام پیدا کیا ہے۔ اور جنکو ہم اولیاء سمجھ کر پوجتے ہیں اور جن کے کارہائے نمایاں اُن کی موت کے بعد بھی اپنا زندہ اثر دکھاتے ہیں ہم سب شریک ہو کر بنی نوعِ انسان کی خدمت کے لئے آمادہ ہیں۔ جو کہ عقیدتِ الٰہی کی سب سے بہتر اور معقول صورت ہے۔ یہ مسیحی فرقہ اعلیحضور بادشاہ سلامت کے اہلکاروں کا شکرگذار ہے جنہوں نے اپنی ہمدردی اور مہربانی کی وجہ سے اس موقع کو اپنی حضوری سے زینت بخشی ہے۔ اور اس طرح کم حیثیت دیسی دیہاتی مسیحیوں کے ساتھ ہمدردی ظاہر فرمائی ہے۔ جنکو ہر طرح سے امداد کی ضرورت ہے چونکہ تمام بالا کی طرف سے میسر ہو سکتی ہے۔

جالندھر کے ضلع میں دیہاتی مسیحیوں کی آبادی تقریباً چار ہزار نفوس کے ہے جس میں تقریباً چھ سو مسیحی جالندھر چھاؤنی میں قیام پذیر ہیں اور وہ علمی مجلسی اور سوشل روحانی وجسمانی ترقی میں سرگرداں رہے ہیں اور اس بات پر آمادہ ہیں کہ اپنے غیرمسیحی رشتہ داروں سے قطع تعلق رکھیں اُن کے غیرمسیحی رشتہ داروں نے اس چیلنج کو منظور کرلیا ہے.....

اُن کے رشتہ دار غیرمسیحیوں نے مسیحیوں کو دھمکانا اور بائیکاٹ کرنا شروع کر دیا ہے تاکہ اُن کمزور دل مسیحیوں کو پھر اپنے زمرہ میں واپس لے لیویں جو مجلسی اور ذاتی تعلقات اور رشتہ کی شکستگی کے صدمے کو برداشت نہیں کر سکتے۔ موجودہ جدوجہد دیہاتی مسیحیوں کے چال چلن کی وسعت اور طاقت کو ظاہر کرتی ہے کیونکہ وہ خداوند مسیح کی تقلید کی قدر و قیمت کو محسوس کرتے ہیں۔ اس دیہاتی فرقہ کی جانب سے میں جناب کو اور جناب کے مصاحبوں کو دلی اخلاص اور گرم جوشی کے ساتھ خوش آمدید کہنے کی اجازت مانگتا ہوں۔ فقط

بتقریبِ جلسہ تشریف آوری عالیجناب معلّی القاب دی رائٹ ریورنڈ ایچ۔ بی ڈارنٹ صاحب او۔ بی۔ ای۔ ڈی۔ ڈی لارڈ بشپ آف لاہور

بحرِ گلستانِ مسیحی میں بہار آئی ہے   مژدۂ جانِ فزا بادِ صبا لائی ہے
آگیا ابرِ کرم گھنگھور گھٹا چھائی ہے   بلبل وگل میں وہی پہلی سی رعنائی ہے

جوش پر آگیا رحمت کا سمندر آخر
بنگئی قوم نصیبے کی سکندر آخر

حضرتِ لارڈ بشپ قوم کے غمخوار ہیں آپ   خادمِ دین ہیں اور واقفِ اسرار ہیں آپ
ناخدا قوم کے ہیں بندۂ دیندار ہیں آپ   سچ تو یہ ہے کہ حقیقت سے خبردار ہیں آپ

حق نے بخشا ہے محبت سے بھرا دل اِن کو
ہوئی آنکھوں میں جگہ اس لئے حاصل اِن کو

پاسِ اُلفت سے غریبوں کو بلایا اس نے   کام اچھا کیا رُوٹھوں کو منایا اس نے
اور دلاسہ دیا سینے سے لگایا اس نے   مسیحی قوم کے بچھڑوں کو ملایا اس نے

ہاں سبق ہم کو محبت کا سکھانے والے
تو بھی آباد رہے بچھڑوں کے ملانیوالے

بہجت کی تری کوشش بڑی بھرپور ہوئی   قوم اُس "سعیِ مساوات" سے مشکور ہوئی
دربارِ مسیح میں یہ دعا آپ کی منظور ہوئی   اس کی بیگانگی ہاتھوں سے ترے دُور ہوئی

یہ بھی جانبازوں پہ کچھ جان دیا کرتی ہے
قوم بھی حق میں ترے دل سے دعا کرتی ہے

پادری "پولارڈ ولسن"ؔلہ کہ کامل ہے یہی   اور اسرارِ حقیقت کا بھی حامل ہے یہی
مئے اتحاد سے لبریز ہو وہ دل ہے یہی   عیسوی بزم میں اک "رونقِ محفل" ہے یہی

ـــلہ چیپلین سینٹ لوکس چرچ چھاؤنی جالندھر۔

ہاں کرم سے تیرے مذہب کا ستارا چمکا
تیرے الطاف سے پھر بخت ہمارا چمکا
حیف ہے کام کی گروا نہ ہم دیں تیرے … ہم پہ واجب ہے کہ جھک جھک کے قدم لیں تیرے
بسکہ ہم لوگوں پہ احسان اہم ہیں تیرے … ہم بھی ممنون بہت اہل کرم ہیں تیرے
برکتیں اس سے زیادہ ہی خدا دے تجھ کو
قوم آنکھوں میں جگہ اس سے سوا دے تجھ کو
ہے یہ لازم کہ پادری گولکناتھ کا مذکور کروں … مے گسار ان محبت کو بھی مخمور کروں
قوم کچھ تیرے دلوں کو بھی میں مسرور کروں … اُن کے احسانوں کا بھی کچھ تجھے مشکور کروں
آپ کی خدمتوں کے راگ سناؤں تم کو
ان کے الطاف و کرم آج بتاؤں تم کو
کر دیا قوم پہ اب دین کو کامل تو نے … مے وحدت سے ہزاروں کے بھرے دل تو نے
درجہ دربارِ مسیح میں کیا حاصل تو نے … گرمئ عرفاں سے کئی بار ہا محفل تو نے
ہاں مجھے غوطہ زنِ بحرِ محبت مجھ کو
ہے تری ذات سے اک حسنِ عقیدت مجھ کو

(دوست ۔ جالندھری)

مشنری پریسبٹیرین مشن ۔ ضلع جالندھر ۔

یوئنگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ یوئنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصے سے جاری ہے ۔ جس نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک انگریزی خاتون کی زیرِ نگرانی کر دی ہیں اور چار خواتین اُسکی مدد کرتی ہیں ۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے ۔ خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے ۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے ۔ متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے ۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے ۔ بموجب نئے انتظام چالیس فیصدی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں ۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی ۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے ۔ علاوہ ازیں جو کشتا عہ سے للعہ تک کر دکھاتے ہیں عہ سے عہ تک ۔ مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں ۔

اشتہار کتب

عہدِ عتیق کی کتابیں ۔ از پروفیسر سارٹن صاحب کس حالت میں اور کب یہ کتابیں جمع ہو کر یکجا مجلد ہوئیں اور کس طرح یہ مجموعہ ہمیں ملا اور پھر پُرانے عہدنامے کی ہر ایک کتاب کا جدا جدا مضمون اور سیرت مع علمی تاریخ صفحہ ۱۴۰ ۔ ۱۴ر

عہدِ جدید کی کتابیں ۔ از پادری ایچ ۔ جی گرے صاحب ۔ نئے عہدنامے کا حال اور اسکی ہر کتاب کے مضمون ۔ تصنیف اور تاریخ کا بیان ۔ یہ دونوں کتابیں طلبائے مدارس علم الٰہیات کے لئے بالخصوص نہایت مفید ہیں صفحہ ۱۶۰ ۔ ۸ر

اولیس ۔ رومی قیصروں کے عہد کا ایک دلچسپ و پُر درد فسانہ ۔ قیصر کی ستمرانی اور لوگوں کی ستم کشی سماں کا ذکر بطور ناول صفحہ ۲۲۸ ۔ ۱۲ر

الفرقان حصہ اول مصنفہ پادری غلام مسیح صاحب مسیحی مذہب کی پیروی مسلمانوں کی امت پر فرض ہے ۔ ۴ر

الفرقان حصہ دوم ۔ از ایضاً ۔ اسلام کا مذہب مسیح کی نسبت کیا ہے صفحہ ۱۲۴ ۔ ۸ر

الکفارہ ۔ از پادری گولڈسیک صاحب ۔ مسئلہ کفارہ کی تشریح مسلمانوں کے لئے صفحہ ۱۶ ۔ ۶ پائی

القابِ مسیحی منظوم ۔ از پادری جے ۔ جے لوکس ۔ مسیح کے لقب کیا ہیں اُن کا نظمی بیان صفحہ ۳۰ ۔ ۳ پائی

آدابِ مجلسِ فرنگ ۔ انگریزی طریقِ ملاقات ۔ ضیافت ۔ سیر و شکار ۔ مہمانداری ۔ سفر ۔ شادی ۔ گرجا وغیرہ صفحہ ۱۴۶ ۔ ۶ر

عجیب حکایت ۔ قدیم زمانے کی ایک کہانی صفحہ ۱۶ قیمت ۳ پائی ۔

رائل ڈکشنری ۔ انگریزی سے رومن اُردو اور اُردو سے انگریزی معنی ۔ دیر سے یہ ڈکشنری نایاب تھی اب تیار ہو گئی ہے ۔ نہایت ضخیم کتاب ہے ۔ قیمت تین روپیہ ۔

ملنے کا پتہ ۔ سکریٹری پنجاب ریلجیس بک سوسائٹی
انارکلی ۔ لاہور

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں

(۱) دمہ خشک ہو یا تر یا پُرانا ۔ مجرب اور شرطیہ دوا ہے دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے قیمت عہ

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت فی شیشی عہ

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ ۔ تیجرہ ۔ چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے ۔ ورنہ دوسرے دن ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے ۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر محصول ڈاک ذمہ خریدار

المشتہر
ڈاکٹر ای ۔ این ادیٹھا
خورجہ ۔ ضلع بلندشہر

نور افشاں کے حوالے سے خریدار دیجئے ۔

پادری ڈبلیو ۔ جے ۔ کلارک صاحب ایم ۔ اے منیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا ۔